لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

النور



اجتماع انصار اللہ منعقدہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ ستمبر ۹۵ء مسجد بیت الرحمٰن میں شامل ہونے والے انصار

The Ahmadiyya Gazette and Annoor are published by the Ahmadiyya Movement in Islam, Inc.
15000 Good Hope Road • Silver Spring, MD 20905 • Tel: (301) 879-0110
Printed and distributed by the Malook Enterprises, Inc., Michigan

NON-PROFIT
U.S. POSTAGE
PAID
FLINT, MI
PERMIT NO. 88

Ahmadiyya Movement in Islam
P. O. Box 190496
Burton, MI 48519



اوپر:- برادر علی مرتضیٰ (نیویارک) ڈاکٹر الحاج مظفر احمد ظفر صاحب سے انعام وصول کر رہے ہیں
نیچے:- انصار اللہ والی بال کا میچ کھیلتے ہوئے۔ (اجتماع انصار اللہ ستمبر ۱۹۹۵ء)



قرآن مجید

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَىَّ
وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ
اِلَىَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ
تَخْتَلِفُوْنَ ﴿٥٦﴾
فَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَاُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فِى
الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۖ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٥٧﴾

(اس وقت کو یاد کرو) جب اللہ نے کہا۔ اے عیسیٰ! میں تجھے (طبعی طور پر) وفات دوں گا اور تجھے اپنے حضور میں عزت بخشوں گا اور کافروں (کے الزامات) سے تجھے پاک کروں گا اور جو تیرے پیرو ہیں انہیں اُن لوگوں پر جو منکر ہیں قیامت کے دن تک غالب رکھوں گا۔ پھر میری ہی طرف تمہیں لوٹنا ہوگا۔ تب میں ان باتوں میں جن میں تم اختلاف کرتے ہو تمہارے درمیان فیصلہ کروں گا۔

پس جو لوگ کافر ہیں انہیں میں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں (بھی) سخت عذاب دوں گا اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔ (سورۃ آل عمران 3 : 57 - 56)

حدیث

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعُقُوْبَةِ مَا طَمِعَ بِجَنَّتِهِ اَحَدٌ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ مَا قَنَطَ مِنْ جَنَّتِهِ اَحَدٌ۔
(مسلم كتاب التوبة باب فى سعة رحمة الله)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا اگر مومن کو اللہ تعالیٰ کی سزا اور گرفت کا اندازہ ہو کہ کتنی سخت اور شدید ہے تو وہ جنت کی امید نہ رکھے اور یہی سمجھے کہ اس گرفت اور سزا سے بچنا محال ہے اور کافر کو اللہ تعالیٰ کے خزائن رحمت کا اندازہ ہو تو وہ اس کی جنت سے نا امید نہ ہو اور یقین کرے کہ اتنی بڑی رحمت سے بھلا کون بد قسمت محروم رہ سکتا ہے۔
(مسلم، کتاب التوبہ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ)

تشریح

یہ حدیث اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت کا کچھ اندازہ بتاتی ہے۔ کہ مومن تو اللہ تعالیٰ کی بخشش اور مغفرت سے بے حد پر امید ہوتا ہے۔ خطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے پر امید ہو کر بخشش کا طلبگار ہوتا ہے۔ اور بہتر انسان بننے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اسے معافی عطا بھی کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ تقویٰ میں، نیکیوں میں، اور بھلائی کے کاموں میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے اور فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی - کا مصداق بن جاتا ہے۔

اور اس کے برعکس اگر دیگر مذاہب کو دیکھیں تو بخشش، معافی اور رحمت کا وہ تصور ہی نہیں جو دین اسلام میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کافر اللہ کی رحمتوں سے مایوس ہی رہتا ہے۔ کبھی کفارہ پر یقین کر کے کبھی تناسخ پر ایمان لا کر خدا کی بخشش کا امید وار بنتا ہے۔ مگر یہ دونوں راستے ہی صحیح نہیں۔ اعمال صالحہ اور اعتقاد صحیحہ ہی راہ نجات کا باعث بنتے ہیں۔

ایڈیٹر: ظفر احمد سرور
نائبین: سیّد غلام احمد فرخ
میاں محمد اسماعیل وسیم
عبد الشکور احمد

اکتوبر، نومبر، دسمبر ۱۹۹۵ء
اخاء، نبوت، فتح ۱۳۷۴ ہش

کامل علم کا ذریعہ خدا تعالیٰ کا الہام ہے

اے عزیزو ! اے پیارو ! کوئی انسان خدا کے ارادوں میں اس سے لڑائی نہیں کر سکتا ۔ یقیناً سمجھ لو کہ کامل علم کا ذریعہ خدائے تعالیٰ کا الہام ہے ۔ جو خدائے تعالیٰ کے پاک نبیوں کو ملا ۔ پھر بعد اس کے اس خدا نے جو دریائے فیض ہے یہ ہر گز نہ چاہا کہ آئندہ اس الہام کو مہر لگا دے ۔ اور اس طرح پر دنیا کو تباہ کرے ۔ بلکہ اس کے الہام اور مکالمے اور مخاطبے کے ہمیشہ دروازے کھلے ہیں ۔ ہاں ان کو ان کی راہوں سے ڈھونڈو ۔ تب وہ آسانی سے تمہیں ملیں گے ۔

وہ زندگی کا پانی آسمان سے آیا اور اپنے مناسب مقام پر ٹھہرا ۔ اب تمہیں کیا کرنا چاہئیے تا تم اس پانی کو پی سکو یہی کرنا چاہئیے کہ افتاں و خیزاں اس چشمہ تک پہنچو ، پھر اپنا منہ اس چشمہ کے آگے رکھ دو تا اس زندگی کے پانی سے سیراب ہو جاؤ ۔

انسان کی تمام سعادت اسی میں ہے ۔ کہ جہاں روشنی کا پتہ لگے اسی طرف دوڑے اور جہاں اس گم گشتہ دوست کا نشان پیدا ہو اسی راہ کو اختیار کرے ۔ دیکھتے ہو کہ ہمیشہ آسمان سے روشنی اترتی اور زمین پر پڑتی ہے اسی طرح ہدایت کا سچا نور آسمان سے ہی اترتا ہے ۔ انسان کی اپنی ہی باتیں اور اپنی ہی اٹکلیں سچا گیان اس کو نہیں بخش سکتیں ۔ کیا تم خدا کو بغیر خدا کی تجلی کے پا سکتے ہو ؟ کیا تم بغیر اس آسمانی روشنی کے اندھیرے میں دیکھ سکتے ہو ؟ اگر دیکھ سکتے ہو تو شاید اس جگہ بھی دیکھ لو مگر ہماری آنکھیں گو بینا ہوں تا ہم آسمانی روشنی کی محتاج ہیں ۔ اور ہمارے کان گو شنوا ہوں تا ہم اس ہوا کے حاجتمند ہیں جو خدا کی طرف سے چلتی ہے ۔ وہ خدا سچا خدا نہیں ہے جو خاموش ہے اور سارا مدار ہماری اٹکلوں پر ہے ۔

بلکہ کامل اور زندہ خدا وہ ہے جو اپنے وجود کا آپ پتہ دیتا ہے اور اب بھی اس نے چاہا ہے کہ آپ اپنے وجود کا پتہ دیوے ۔ آسمانی کھڑکیاں کھلنے کو ہیں ۔ عنقریب صبح صادق ہونے والی ہے ۔ مبارک وہ جو اٹھ بیٹھیں اور اب سچے خدا کو ڈھونڈیں ۔ وہی خدا جس پر کوئی گردش اور مصیبت نہیں آتی ۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ 129 ۔ 130)

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانیؓ

تلقینِ عمل

تم نے احتیاط نہ کی۔ اور اسے گھر میں گھسنے دیا۔ پس اب بھی تمہارا فرض ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ اور کمریں کس لو اور قومی عزت کو بچانے اور قومی ناک کو بچانے کے لئے مجرموں اور غداروں کو نکال باہر کرو۔ خواہ وہ تمہارا باپ ہو خواہ وہ تمہارا بھائی ہو۔ خواہ وہ تمہاری ماں ہو۔ خواہ وہ تمہاری بیوی ہو۔ اور خواہ وہ تمہارا دوست ہو اور کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ نیک نامی اور اعلیٰ اخلاق کے ساتھ ترقی کرے۔ یاد رکھو قومی اخلاق اسی وقت غالب ہو سکتے ہیں جب قوم غالب ہو۔ اور جب احمدیت غالب آئے گی تو اس وقت ہمارے یہ اخلاق کام نہیں آئیں گے جو آج میرے اندر یا تمہارے اندر پائے جاتے ہیں۔ بلکہ وہ اخلاق کام آئیں گے اور ان سے دنیا کی اصلاح ہو گی جو اس وقت جماعت کے اندر پائے جاتے ہوں گے۔ اس وقت یہ کام نہیں آئیں گے بلکہ اس شخص کے اخلاق کام آئیں گے جو اس وقت جماعت کے سر پر ہو گا جب جماعت میں حکومت آئے گی۔ کیونکہ یہ کام اسی نے کرنا ہے کہ ان اخلاق کو دنیا پر غالب کرے۔ میں تو واعظ ہوں سیاست میرے پاس نہیں۔ غلبہ مجھے حاصل نہیں۔ میرے پاس تو اتنی بھی طاقت نہیں جتنی کم سے کم اقلیت کو حاصل ہے۔ ہندوستان میں سب سے چھوٹی منارٹی (Minority) سکھوں کی ہے۔ مجھے تو اتنی بھی طاقت حاصل نہیں۔ جو سکھوں کو ہے۔ تو میرے اندر کتنے ہی بلند اخلاق ہوں وہ دنیا کی اصلاح میں کام نہیں آ سکتے۔ ہاں اس شخص کے اخلاق کام آئیں گے جو اس وقت جماعت کے سر پر ہو گا۔ جب جماعت کو غلبہ حاصل ہو گا۔ میں تو وعظ کرتا ہوں لیکن وعظ کیا (کلام الٰہی) میں کم ہے۔ اچھے سے اچھا وعظ (کلام الٰہی) میں موجود ہے اچھے سے اچھا وعظ حدیث میں موجود ہے۔ اگر (کلام الٰہی) اور حدیث کے وعظ نے کام نہ دیا تو میرا وعظ کیا کام دے گا۔ پس وہی اخلاق کام دیں گے جو اس وقت جماعت میں موجود ہوں گے جب جماعت کو غلبہ حاصل ہو گا۔ اور جو اس وقت جماعت کے سر پر ہو گا۔ اس لئے اس وقت تک اخلاق کی درستی کا کام کرتے جاؤ۔ جب تک کہ جماعت کو غلبہ حاصل ہو۔ اگر اس وقت تک تم برابر اخلاق کو درست رکھتے گئے تو جب غلبہ ملے گا تو وہ غلبہ نیکی کا ہو گا۔ پس جماعت کی حالت کم از کم اس وقت تک نیک ہونی چاہئے جب تک یہ حالت قائم رہے گی اس وقت یہ جماعت بڑھتی جائے گی۔ اور جب یہ حالت نہ رہے اور خرابی پھیل جائے۔ تو پھر ترقی رک جاتی ہے۔ کسی مامور کے ذریعے سے ترقی حاصل ہو تو ہو اس جماعت کے اخلاق سے نہیں ہو سکتی۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ان اخلاق کو کم از کم اس دن تک جاری رکھیں جس دن کہ احمدیت کو غلبہ حاصل ہو۔ تاکہ یہ اخلاق ساری دنیا میں جاری ہو جائیں اور دنیا تسلیم کرے کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آکر ان اخلاق کو جاری کیا۔ اگر آج ہم نے ان اخلاق کو مار دیا تو کل کو خراب اخلاق دنیا میں جاری ہوں گے۔ اور جب جماعت میں حکومت آئے گی تو وہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی حکومت نہیں ہو گی...... بلکہ وہ شیطان کی حکومت ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور ان کی جماعت کو اس لئے تو پیدا نہیں کیا کہ ان کے ذریعے انسانوں کی گردنیں شیطان کے قبضے میں چلی جائیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اپنی قوم کے اخلاق کو درست رکھیں اور وہ آگے اپنی اولادوں کے اخلاق کو درست کرتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ یہ اخلاق رواج پا جائیں اور جب احمدیت کا غلبہ ہو اور دنیا کی اصلاح کا کام احمدیت کے سپرد ہو تو احمدیت دنیا کے اخلاق درست کر دے اور دنیا تسلیم کر لے کہ (-) شیطان کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کام کے لئے اگر ہماری راتوں کی نیندیں حرام ہو جائیں۔ ہمارے دنوں کا آرام اُڑ جائے۔ ہمارے دلوں کا چین اور سکینت کھویا جائے۔ تو یہ کوئی بڑی تکلیف نہیں بلکہ عین حق ہو گا۔ جو ہم نے ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان بلاؤں سے ہمیں اس سے زیادہ نجات دے جتنی کہ طاعون اور ہیضہ سے بچنے کی بندے تمنا رکھتے ہیں۔

(یہ ارشاد حضرت صاحب نے 16۔ فروری 1945ء کو فرمایا) روزنامہ الفضل ربوہ 3 اکتوبر 95ء

ہے زندگی کا اپنی سہارا خدا کی یاد

پھر یاد آ رہی ہے کسی دلربا کی یاد
آنکھوں کا نُور، دل کی تمنّا، خدا کی یاد
اس حُسنِ جاں فروز کا کیا کیا کروں بیاں
ہو اس نگاہِ ناز کی کس کس ادا کی یاد
ساحل پہ جس نے کشتی لگا دی۔ خدا گواہ
ہو گی نہ محو قلب سے اس ناخُدا کی یاد
آ آ کے یاد کرتی ہے آنکھوں کو تربہت
اس مصلح موعود کی، حق آشنا کی یاد

پھر زخمہائے ہجر و الم دے گئی مجھے
دنیائے قادیان کی آب و ہوا کی یاد
تاریکیاں حیات کی سب دُور ہو گئیں
حاصل ہے ان کے جلوۂ رنگینِ ادا کی یاد
لبریز معرفت سے دل و جان کا سبُو
ہر ساغرِ حسین ہے اس جانفزا کی یاد
ناکام اس کے در سے نہ لَوٹی کبھی نظر
ہے زندگی کا اپنی سہارا خُدا کی یاد
مایوس زندگی بھی کوئی زندگی ہے شوق
رہتی ہے مجھ کو خالقِ ارض و سما کی یاد

تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان۔ دنیا بھر کی جماعتوں میں مالی قربانی پیش کرنے کے لحاظ سے جرمنی کی جماعت اول نمبر پر ہے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳ نومبر ۱۹۹۵ء)

لندن (۳ نومبر ۱۹۹۵ء) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ النحل کی آیت ۷۶ کی تلاوت فرمائی اور پھر اس آیت کی روشنی میں مالی قربانی کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ اس آیت میں "عبداً مملوکاً" سے مراد وہ شخص ہے جو مالی لحاظ سے خواہ کیسی ہی کشائش کیوں نہ رکھتا ہو مگر جس مال کا مالک ہے خود اسی کا غلام بھی ہے، جو دنیا کے دام میں پھنس چکا ہے اور اسے یہ توفیق ہی نہیں کہ کارخیر میں کچھ خرچ کر سکے۔ یہ وہ غلامی ہے جو شیطان کی یا دنیا کے لالچ اور دنیا کے اموال کی غلامی ہے۔ اس کے برعکس جو اللہ کی غلامی میں ہوتا ہے وہ اللہ کے مزاج کو اختیار کرتے ہوئے اس کے رنگ سے رنگ پکڑ کر آگے سراً و جہراً خرچ کرتا ہے۔ جبکہ "مایا کو مایا ملے کر کر لمبے ہاتھ" رکھنے والا مزاج غریب سے بالکل مستغنی ہو جاتا ہے اور اسے غریب کی کچھ بھی پرواہ نہیں رہتی۔

حضور نے فرمایا کہ وہ لوگ جو خدا کی طرف سفر شروع کرتے ہیں جتنا وہ خدا سے دور ہوتے ہیں اتنا انکی ظاہری نیکیوں کا پلڑا مخفی نیکیوں کی نسبت زیادہ بھاری ہوتا ہے لیکن جوں جوں وہ خدا کے زیادہ قریب ہوتے جاتے ہیں انکی مخفی نیکیوں کا پلڑا زیادہ بھاری ہوتا جاتا ہے اور یہ سفر جہر یعنی اظہار سے سر اور اخفاء کی طرف ہوتا ہے۔ وہ سر کو فوقیت دیتے ہیں اور انکا جہر اپنی ذات کو نمایاں کرنے کے لئے نہیں بلکہ دوسرے مومنوں میں قربانی کا جذبہ بڑھانے کے لئے ہوتا ہے۔ اسی لئے مالی قربانی کے موازنے پیش کئے جاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ انفرادی طور پر ہر شخص کو ہمیشہ یہ موازنہ ان مثالی تصویروں سے کرتے رہنا چاہئے جن کی تفصیل قرآن کریم میں اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگیوں میں ملتی ہے اور یہ جائزہ لیتے رہنا چاہئے کہ کیا ہم زندگی گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے قریب تر ہو رہے ہیں یا ان سے دور ہٹ رہے ہیں۔ حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات کے حوالہ سے مالی قربانی کی روح کو اجاگر فرمایا اور بتایا کہ مالی نظام صرف جماعتی ضروریات پوری کرنے کے لئے نہیں ہے۔ یہ اس فرد کی روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہے جو اس میں حصہ لیتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ کے آخر پر مختلف جماعتوں کا موازنہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ تحریک جدید میں مالی قربانی پیش کرنے کے لحاظ سے اس سال جرمنی سب سے اول رہا ہے۔ دوسرے نمبر پر پاکستان ہے۔ امریکہ تیسرے نمبر پر ہے۔ اس کے بعد برطانیہ، کینیڈا اور دیگر بعض ممالک کا نمبر آتا ہے۔ حضور نے نواحمدیوں کو مالی قربانی کے نظام میں شامل کرنے کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ نے نئے آنے والوں سے کچھ کچھ مالی قربانی لینی شروع نہ کی تو انکی تربیت کے آپ اہل نہیں رہیں گے اس لئے نئے آنے والوں کو ضرور شامل کریں۔

حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مالی قربانی کی روح کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کے ظاہر کا حق ادا کرنے کی بھی توفیق بخشے۔

مندرجہ بالا خطبہ جمعہ میں حضور انور نے امریکہ جماعت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"امریکہ جو مسلسل خدا کے فضل سے ترقی پذیر ہے اور توازن کے ساتھ ۔ امریکہ کی جماعت میں یہ خوبی ہے کہ انکی قربانیوں میں توازن بہت ہے۔ امریکہ کا ایک لاکھ پچھتر (۱۷۵,۰۰۰) (ہزار پونڈ) تحریک جدید کا ہے اور اٹھانوے (۹۸) (ہزار پونڈ) وقف جدید کا ہے۔ وقف جدید میں دنیا میں سب سے اوّل ہیں۔ تحریک جدید میں تیسرے نمبر پر لیکن توازن یہ ہے کہ تحریک جدید کا چندہ وقف جدید سے آگے ہے۔ - - - - - - - - فی کس مالی قربانی کے لحاظ سے - - - - - - امریکہ نمبر تین ہے۔"

خطبہ جمعہ

عبادت کے بغیر انسان کی انسانیت مکمل نہیں ہوتی
اور انسانیت کی تکمیل کے بغیر دنیا کے مسائل حل ہو ہی نہیں سکتے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۹۵ء مطابق ۸ تبوک ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام من ہائم (جرمنی)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا ۝٧٩
وَ مِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝٨٠
وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝٨١

(بنی اسرائیل: ۷۹ تا ۸۱)

گزشتہ جلسہ سالانہ یوکے کے بعد سے طبیعت میں خصوصیت سے یہ فکر رہی کہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کثرت سے ہمیں انعامات کے پھل نوازے ہیں جن کے نتیجے میں بھوک مٹنے کی بجائے اور بھی بڑھ گئی ہے تو آئندہ ان کو سنبھالنے کی ذمہ داریاں کیسے ادا کریں گے۔ کیونکہ جب میں نے گردوپیش پر نظر ڈالی، ان جماعتوں پر خصوصیت سے نگاہ کی جن میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ پھلوں کی بارش ہو رہی ہے تو مجھے محسوس ہوا کہ ابھی ان جماعتوں میں بھی تربیت کی بہت کمی ہے اور کثرت کے ساتھ مربی ہمیں مہیا نہیں ہیں۔ پھر ان نئے آنے والوں کی تربیت کر کے اس بات کا اہل بنانا کہ جب اوروں کو دعوت دیں تو ان کی تربیت کی بھی اہلیت رکھیں یہ ایک بہت بڑا اور اہم کام ہے جس کے نتیجے میں ایک دائمی فکر میں غلطاں ہو گیا اور خصوصیت سے دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے خود ہی اس کے حل کی کوئی راہ دکھائے۔ اب ایک مقام پر کھڑے ہو کر ٹھہرنا ویسے ہی انسانی فطرت کے خلاف ہے اور دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ پہلے کی طرح ہی دگنی اور چوگنی رحمتوں کی بارشیں بڑھاتا رہے۔ پس یہ وہ پہلو ہے جس کے متعلق میں آج آپ سے کچھ کلام کرنا چاہتا ہوں۔ کل ہی اس فکر میں مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی کہ جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے انہیں آیات میں ان فکروں کا حل موجود ہے۔ اگر جماعت نے بکثرت پھیلنا ہے اور پھیلنے کے نتیجے میں جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں اللہ کی رضا کے مطابق ادا کرنا ہے تو یہ وہ آیات ہیں جن میں ان مسائل کا سب حل موجود ہے۔

سب سے اہم بات قیام صلوٰۃ ہے "اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق الیل وقرآن الفجر" اور یہ قیام صلوٰۃ داعین الی اللہ کے لئے بھی جتنا ضروری ہے اتنا ہی ان کے لئے ضروری ہے کہ نئے آنے والوں کو بھی نماز پر قائم کر دیں۔ اور یہ مہم اگر ساتھ ساتھ جاری نہ رہے تو ان آنے والے پھلوں کو سنبھالنا پھر تقریباً ناممکن ہو جائے گا۔ لیکن جہاں تک میں نظر ڈالتا ہوں لازم ہے کہ انصاف کی نظر ڈالوں اور خوش فہمی کی نگاہ نہ ڈالوں تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جماعت میں ابھی نماز با جماعت کے قیام کی طرف پوری توجہ نہیں ہے۔ بلکہ اگر روزمرہ کے جماعت کے حالات، نوجوانوں کے حالات، لڑکوں اور لڑکیوں کے حالات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہو گا کہ بہت سے ان میں سے ایسے ہیں جو حقیقت میں نماز پڑھنا جانتے نہیں۔ جانتے ہیں تو رسمی نماز میں شمولیت کی حد تک تو جانتے ہیں مگر وہ با جماعت نماز جس کا ان آیات میں ذکر ہے اس سے ابھی وہ بہت دور ہیں۔

"اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق الیل وقرآن الفجر" ایک مسلسل گھیرے میں ڈالنے والی آیت ہے۔ جو دن کے مختلف وقتوں کو گھیر رہی ہے اور منظر یہ پیش کر رہی ہے کہ ایسا شخص جو خدا کی عبادت میں مصروف ہے، اس کا حق ادا کرتا ہے وہ "دلوک الشمس" سے لے کر یعنی سورج کے ڈھلنے کے وقت سے لے کر دوسری صبح تک یعنی جب تک رات اندھیری رہے اور گہری رہے عبادت ہی میں مصروف رہتا ہے یا عبادت کے قیام کا حق ادا کرتا رہتا ہے۔ اب کتنے ہیں ہم میں جو واقعۃً اس آیت کے مصداق نماز کو ادا کرتے ہیں۔ ایسے تو بہت سے بن رہے ہیں جو پہلے پوری نماز نہیں پڑھا کرتے تھے اب خدا کے فضل کے ساتھ بار ہا کہنے کے بعد، مختلف تنظیموں کو احساس دلانے کے بعد اور ان کی کوششوں سے نماز کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ مگر نماز کی طرف متوجہ ہونا کافی نہیں ہے کیونکہ عبادت کے قیام کے بغیر دنیا کا قیام ممکن نہیں۔ ہم نے دنیا کو قائم کرنا ہے اور دنیا کو توحید پہ قائم کرنا ہے اور توحید پر قائم کرنے کے لئے قیام عبادت ایسا لازمہ ہے جیسے اوپر کی منزل کے لئے بنیادوں اور نچلی منزل کی تعمیر لازم ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ آپ اوپر کی منزل تعمیر کر لیں اور یا نچلی منزل ہی نہ ہو یا نچلی منزل ہو بھی تو بنیادوں کے بغیر کیونکہ ایسی عمارت کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ پس یہ جو باتیں میں آپ سے کر رہا ہوں گہری فکر کی باتیں ہیں۔ جب ہر سال اللہ تعالیٰ فضلوں کی بارش نازل فرماتا ہے تو یہ درست ہے کہ نعرہ ہائے تکبیر سے کل عالم گونج اٹھتا ہے اور ہمارے دلوں میں ایک ایسا حیرت انگیز ہیجان پیدا ہو جاتا ہے جس کی دنیا والوں کو کچھ بھی خبر نہیں۔ مگر یہ ہیجانی کیفیت تو آنی جانی ہے۔ جو دائم رہ جانے والی چیز ہے وہ ایسی نیکی ہے جسے قرآن کریم باقیات میں سے شمار کرتا ہے۔ جس کی تعریف میں باقی رہنا داخل کر دیا گیا ہے "الصالحات" کے ساتھ الباقیات کی ایک ایسی شرط قرآن نے لگا دی ہے کہ جس کے بعد عارضی نیکی کا کوئی تصور بھی باقی نہیں رہتا۔ نیکی وہی ہے جو زندگی کا ساتھ دے، جو ہمیشہ کے لئے جزو بدن بن جائے، جو رگوں میں دوڑتی پھرتی رہے جیسے خون دوڑتا پھرتا ہے جس کے بغیر زندگی کا تصور ممکن نہ ہو۔ پس نماز بھی ایسی ہی نیکیوں میں سے اول درجے کی نیکی ہے جسے ہماری سانسوں میں رس بسنا چاہئے، جسے ہمارے خون میں دوڑنا چاہئے، جسے ہمارے وجود کا ایک اٹوٹ حصہ بن جانا چاہئے۔ یہ وہ نماز ہے جو آپ کو بھی اور مجھے بھی قائم کرے گی اور ہمیں اس قابل بنائے گی کہ ہر بڑھتے ہوئے بوجھ کو خوشی سے اٹھائیں اور خدا سے مزید کی توقع رکھتے چلے جائیں۔

پس پہلی بات تو نماز کے قیام کی طرف توجہ دلانا تھی اور اسی سلسلے میں میں آپ سے خصوصیت کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ جو نومبایعین ہم میں آتے ہیں ان پر اس پہلو سے نظر رکھنا اور ان میں نمازی بنانا ہمارا اولین کام ہے۔ اور اس غرض کے لئے ہر جماعت میں جہاں آئندہ دعوت الی اللہ کے نئے منصوبے بنائے جا رہے ہیں بلکہ بہت سی جگہ ان پر عمل شروع ہو چکا ہے وہاں احمدی جماعت کا گروہ ایسا وقف رہے جس کا کام محض قیام صلوٰۃ ہو۔ وہ اپنوں میں بھی اور نئے آنے والوں میں بھی جو اپنے بن رہے ہیں ان میں بھی نماز با جماعت کے قیام کی مسلسل جدوجہد کرتا رہے۔ اور کسی خوش فہمی پر مبنی رپورٹ پیش نہ کرے بلکہ اعداد و شمار پر مشتمل جن کا باقاعدہ مسلسل وہاں انضباط ہوتا رہے، جس کو کاپیوں پر درج کیا جائے اور ہر ذمہ دار کارکن اپنے پاس اس کا ریکارڈ رکھے۔ وہ ہمیشہ اس کے اپنے لئے بھی یاد دہانی بنتا رہے اور جب وہ آئندہ مرکز میں رپورٹ بھیجے تو یقین کے ساتھ بھیجے کہ یہ کام اس حد تک ہو چکا

ہے۔

اس کے لئے بہت سے طریق ہیں جنہیں اپنانا چاہئے۔ ایک دفعہ میں نے ایک سلسلہ شروع کیا تھا قیام عبادت کا، کہ قیام عبادت کیا چیز ہے، یہ خطبات کا سلسلہ تھا۔ اور اس ضمن میں بہت سی ایسی باتیں کی تھیں جو قرآن اور حدیث اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے حوالے سے ایسی تھیں کہ ان کے نتیجے میں مجھے جو کل عالم سے اطلاعیں ملتی رہیں، یہ محسوس ہوا کہ خدا کے فضل سے دلوں میں ایک حرکت پیدا ہوئی ہے اور عبادت کے قیام کی طرف سچی توجہ پیدا ہوئی ہے۔ مگر یہ باتیں ایک دفعہ کر کے ختم کرنے والی باتیں نہیں ہیں۔ یہ تو تذکیر ہے جو ہمیشہ جاری رہتی ہے اور جاری رہنی چاہئے۔ یہ وہ یاد دہانیاں ہیں جو اگر بار بار نہ کروائی جائیں تو نفس خود بخود بھول جاتا ہے۔ اس لئے ان سے بھی استفادہ کیا جائے۔ ان خطبات کے سلسلے سے بھی، دیگر ذرائع سے بھی مل بیٹھ کر سوچیں اور مجلس عاملہ میں یا دنیا بھر کی مجالس عاملہ میں یہ مسئلہ زیر غور آئے کہ نئے حالات کے تقاضے ہیں کہ ہم قیام نماز کی طرف پہلے سے بہت زیادہ توجہ کریں۔ سینکڑوں گنا بھی کہا جائے تو یہ مبالغہ نہیں ہے کیونکہ اگر سینکڑوں گنا توجہ بھی زیادہ ہو جائے تب بھی پوری طرح حق ادا نہ ہو سکے گا کیونکہ عبادت تو زندگی کے قیام کا مقصد ہے۔

عبادت کی خاطر جن وانس کو پیدا کیا گیا ہے اور عبادت کے بغیر انسان کی انسانیت مکمل نہیں ہوتی اور انسانیت کی تکمیل کے بغیر دنیا کے مسائل حل ہو ہی نہیں سکتے۔ اس لئے بعض پہلوؤں سے جب ہم نظر کرتے ہیں تو کہتے ہیں انصاف کو قائم کرو تو دنیا کے مسائل حل ہو جائیں گے یہ درست ہے۔ مگر انصاف کو کیسے قائم کریں گے اگر بندہ اپنے خدا سے انصاف نہ کرتا ہو۔ اور خدا کے حق ادا نہ کرتا ہو تو بنی نوع انسان کے حق کیسے ادا کرے گا۔ ان حقوق کی طرف فطرتاً توجہ پیدا ہی نہیں ہو سکتی جب تک حقیقتاً اپنے خالق، اپنے رب، اپنے مالک کے حقوق کی طرف دل کی گہرائی سے توجہ پیدا نہ ہو۔

> **اگر جماعت نے بکثرت پھیلنا ہے اور پھیلنے کے نتیجہ میں جو ذِمہ داریاں عائد ہوتی ہیں انہیں اللہ کی رضا کے مطابق ادا کرنا ہے تو یہ وہ آیات ہیں جن میں ان مسائل کا سب حل موجود ہے**

پس اول طور پر نماز کو قائم کرنے کے لئے نہ صرف یہ کہ منصوبہ بنائیں بلکہ ابھی سے بنائیں۔ کوئی وقت اس پر ضائع نہ کریں اور ہر دنیا کی جماعت ملکی سطح پر بھی اور چھوٹی سطحوں پر بھی یہ منصوبے بنائے اور ایسی ٹیمیں مقرر کرے جن کا کام بس یہی ہو، وہ اسی بات کے لئے وقف ہو کے رہ جائیں کہ ہم نے نماز کی اہمیت بتانی ہے، نماز پر قائم کرنا ہے، نماز کے ترجمے سکھانے کے انتظام کرنے ہیں، نماز پڑھنے سے جو روحانی فوائد حاصل ہوتے ہیں ان کی طرف توجہ دلانی ہے اور مسلسل یہ کام ان تھک طور پر کرتے چلے جانا ہے اور ہارنا نہیں۔ ایک لمحہ بھی اس ذمہ داری سے نہ غافل ہونا ہے، نہ مایوس ہونا ہے۔ اگرچہ شروع میں بسا اوقات مشکلات بھی پیش آتی ہیں مگر اکثر مشکلات اپنی بے وقوفیوں سے پیش آتی ہیں۔ اگر انسان اپنے دائرے کو سمجھتا ہو کہ کتنا میرا دائرہ ہے اور اس سے آگے بڑھنا نہ چاہے، نہ بڑھنے کی حیثیت رکھتا ہے تو پھر مایوسی نہیں ہو سکتی پھر تذکیر کا کام بغیر مایوسی کے چلتا ہے۔

> **قیام صلوٰۃ، داعیین الی اللہ کے لئے بھی جتنا ضروری ہے اتنا ہی ان کے لئے ضروری ہے کہ نئے آنے والوں کو بھی نماز پر قائم کر دیں**

سب سے بڑی ذمہ داری تذکیر کی یعنی نصیحت کے ذریعے دنیا میں عظیم روحانی انقلاب برپا کرنے کی ذمہ داری حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کندھوں پر ڈالی گئی۔ آپؐ نے دن رات اس کو ادا کیا، دن رات بظاہر مایوس کرنے والے حالات کا سامنا رہا اور سالہا سال تک وہ دنیا جو آپ کے گرد و پیش میں بستی تھی ان کے دلوں کو ان پتھروں کی طرح پایا جن میں کوئی چیز سرایت نہیں کر سکتی۔ اس کے باوجود ایک لمحہ کے لئے بھی مایوس نہیں ہوئے۔ آپؐ کے لئے مایوسی کا تو تصور بھی گناہ ہے۔ جب کہ حضرت زکریا جو آپؐ کے مقابل پر ایک معمولی شان کے نبی تھے وہ اپنے رب کے حضور عرض کرتے ہیں کہ اے میرے رب میرے بال سفید پڑ گئے ہیں، میری ہڈیاں گل گئی ہیں "ولم اکن بدعائک رب شقیا" (مریم:۵)۔ مگر میں وہ بدبخت نہیں ہوں جو تیرے سے دعا کرنے سے مایوس ہو جاؤں۔ تو مایوسی کا مومن کے کاموں کے ساتھ کوئی دور کا بھی تعلق نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے دائرہ کار میں رہے اور ہمیشہ دعا میں لگا رہے۔ اگر یہ دو باتیں یقینی طور پر ساتھ ہوں تو پھر کبھی کوئی مومن کسی پہلو سے بھی کسی وقت بھی مایوس نہیں ہو سکتا۔ دائرہ کار میں رہنا ہی دراصل دعا کو پیدا کرتا ہے۔ بسا اوقات میں نے نصیحت کرنے والے دیکھے ہیں خواہ وہ اپنے گھر میں بچوں کو نصیحت کریں یا باہر ماحول میں نصیحت کا کردار ادا کریں وہ پہلے اس وجہ سے مایوس ہوتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ گویا تبدیلی کر دینا ان کا کام ہے۔ حالانکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کام بلاغ ہے یعنی پہنچانا ہے، لیکن نہایت عمدگی کے ساتھ پہنچانا ایسا پہنچانا کہ جس سے اوپر پہنچانے کا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا، نصیحت کرنے کے کام کو اپنے درجہ کمال تک پہنچانا، یہ مطلب ہے بلاغ کا۔ تو اگر یہ پتہ ہو کہ میرا کام بلاغ ہے اور بلاغ کے بعد پھر میں مصیطر نہیں بنتا، نہ بن سکتا ہوں۔ حقیقت میں نصیحت کے ذریعے تبدیلی کر دکھانا اور بات ہے اور کامل یقین کے ساتھ اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے نصیحت کرتے چلے جانا ایک اور بات ہے۔ پس قرآن کریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے وہ یہی ہے کہ تیرا کام صرف بلاغ ہے اور بلاغ کا مطلب جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کسی بات کو عمدگی کے ساتھ پہنچا دینا کہ اس سے بہتر طریق پر پہنچائی جا نہ سکتی ہو۔ پہنچانے کے تمام حقوق ادا کر دینا۔ پھر اس کے بعد کسی زبردستی کے تصور کو دل میں جگہ نہ دینا کیونکہ

> **دنیا بھر کی مجالس عاملہ میں یہ مسئلہ زیر غور آئے کہ نئے حالات کے تقاضے ہیں کہ ہم قیام نماز کی طرف پہلے سے بہت زیادہ توجہ کریں**

بلاغ کے بعد پاک تبدیلی یا بندے کا کام ہے یا خدا کا جو اس بندے کو یہ توفیق دے۔ مگر پہنچانے والے کا فرض نہیں ہے کہ زبردستی کسی کو نیک بنا دے اور نہ زبردستی کوئی انسان کسی کو نیک بنا سکتا ہے۔ یہ محض جاہلانہ باتیں ہیں۔ یہ جو مختلف اسلامی ممالک میں بعض دفعہ زبردستی نیک بنانے کی تحریکیں اٹھتی ہیں یہ قرآن کریم سے کلیۃً جہالت کے نتیجے میں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کردار سے قطعی لاعلمی کے نتیجے میں ہیں۔

کوئی انسان کبھی کسی دوسرے شخص کو خواہ اپنی اولاد ہی کیوں نہ ہو زبردستی نیک نہیں بنا سکتا۔ حضرت نوحؑ کا حال آپ نے پڑھا اور سنا ہے بار بار سنتے اور پڑھتے ہیں یا آپ نہیں جانتے کہ حضرت نوحؑ نے بلاغ کا حق کیسے ادا کیا تھا۔ قرآن کریم میں ایک ایسا دردناک منظر کھینچا گیا ہے کہ وہ اپنے رب سے مخاطب ہو کے کہتے ہیں اے خدا میں نے سب کچھ کر دیکھا ہے۔ میں نے اونچی آواز میں بھی ان کو بلایا، میں نے سرگوشیوں میں بھی ان کو دعوت دی، میں راتوں کو بھی اٹھ کر ان کے لئے نکلا اور دن کی روشنی میں بھی انہیں پیغام پہنچاتا رہا۔ کبھی میں نے ان کو ڈرایا، کبھی خوش خبریاں دیں، کبھی منت سماجت کی۔ غرضیکہ جو کچھ میری طاقت میں تھا سب کچھ کر دکھایا مگر اے خدا یہ بدلنے کا نام نہیں لیتے۔ پس اب تجھ پر معاملہ ہے۔ پھر خدا نے جو معاملہ کیا یہ وہی بہتر جانتا ہے کہ کس قوم کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہئے۔ مگر یاد رکھیں کہ یہ بلاغ اس طاقت کا تھا اور اس میں اتنی گہرائی اور سچائی پائی جاتی تھی کہ قرآن کریم نے ہمیشہ کے لئے حضرت نوحؑ کے بلاغ کو قرآن کریم میں یعنی اس دائمی سچائی میں محفوظ فرمایا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ نوح میرے بندے کی ذاتی طاقت تو بس اتنی سی تھی کہ خود اس کا اپنا بچہ بھی اس کی نصیحتوں کے نتیجے میں نیک نہ بن سکا تو پھر اور کون ہے جو نوح سے بڑھ کر ابلاغ کا دعویٰ کرے اور نوحؑ سے بڑھ کر با اثر ہونے کا دعویٰ کرے۔

پس نہ خدا کے کسی نبی کو کبھی یہ توفیق ملی کہ زبردستی کسی کے اندر نیکی پیدا کر دے نہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اللہ نے یہ تقاضا فرمایا کہ اٹھ اور تلوار پکڑ اور ان کے ٹیڑھے دلوں کو سیدھا کر دے یا تلوار کی دھار سے دو نیم کر ڈال بلکہ یہ فرمایا کہ "انما انت مذکر لست علیہم بمصیطر" اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم "انما انت مذکر" تو تو ایک نصیحت کرنے والے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ محض نصیحت کرنا تیرا کام ہے۔ "لست علیہم بمصیطر" تو ان پر داروغہ مقرر نہیں فرمایا گیا۔ اب دیکھیں کہ جو شخص اپنی حیثیت کو پہچانتا ہو جیسا کہ اللہ کے نبیوں نے پہچانا اور اپنے دائرہ کار میں رہے تو پھر کیسی بے اختیاریوں اور بے بسیوں کا سامنا اس کو کرنا ہو گا۔ ایک طرف محمدؐ رسول اللہ کا دل تھا جس کی تمنا تھی کہ ساری کائنات کو خدا کے قدموں میں لا ڈالے لیکن اپنی بستی، اپنے مکہ کی بستی بھی آپؐ کی آواز پر لبیک نہیں کہہ رہی تھی۔ اور حکم یہ تھا کہ تجھے اختیار زبردستی کا نہیں۔ ایسی صورت میں کیوں دل سے دعائیں نہ اٹھیں۔ اگر دل سچا ہے اور دل کی بے قراریاں سچی ہیں، اگر یہ بے اختیاری کا احساس انسان کو گھیرے میں لئے ہوئے ہے تو ایک ہی راہ ہے کہ جو دعائیں دل سے اٹھ کر عرش تک راہ پاتی ہیں اور اس راہ کے سوا اور کوئی راہ نہیں ہے۔

> **ہم نے دنیا کو قائم کرنا ہے اور دنیا کو توحید پر قائم کرنا ہے اور توحید پر قائم کرنے کے لئے قیام عبادت ایسا لازمہ ہے جیسے اوپر کی منزل کے لئے بنیادوں اور نچلی منزل کی تعمیر لازمہ ہے**

پس جب میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ ان نئے آنے والوں کو بھی نمازی بنا دیں، آپ بھی نمازی بنیں، اپنے گردوپیش کو بھی نمازی بنائیں تو میں جانتا ہوں کہ ہماری استطاعت میں کچھ بھی نہیں ہے مگر بلاغ تو ہے نا۔ اور اگر ہم اپنی حیثیت سمجھتے ہوں اور جیسا کہ میں نے مثال دی تھی بعض نادانوں کی اپنے بچوں کو نصیحت قبول نہ کرنے پر ان پر غیظ و غضب کا مظاہرہ نہ کرتے ہوں، ان پر گالیاں دے کر دل کی بھڑاس نہ نکالتے ہوں، ان پر ہاتھ اٹھا کر اپنے دل کا غصہ نہ اتارتے ہوں تو پھر ان کے لئے سوائے دعا کے چارہ ہی کچھ نہیں رہ جاتا۔ بلاغ اور مسلسل بلاغ اور پھر دعائیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب ایک صحابی کے متعلق یہ شکایت پہنچی کہ وہ اپنے بچوں پر تربیت کے لحاظ سے بہت سختی کرتا ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور آپ کی ناراضگی میں بے حد بے قراری پائی جاتی تھی۔ آپؑ نے کہا تم کیا سمجھتے ہو اپنے آپ کو، تم تو مشرک ہو رہے ہو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے بچوں کی تربیت تمہارے اختیار میں ہے۔ تم اپنے نفس کا غیظ اتار رہے ہو تربیت کا کوئی شوق نہیں، نہ تمہیں تربیت کی اہلیت ہے۔ مغلوب الغضب ہو کر تم بچوں کو مارتے ہو اور مزید گنہگار بنتے ہو۔ کیوں دعا نہیں کرتے۔ کیونکہ انسان جب نصیحت کر کے بے چارگی محسوس کرتا ہو، بے بسی محسوس کرتا ہو تو دعا کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اور دعا میں یہ طاقت ہے کہ وہ عظیم انقلاب برپا کرے لیکن اس دعا میں نہیں جو محض خشک ہونٹوں سے اٹھتی ہو، جس کے پیچھے یہ ابلاغ کا تفصیلی پس منظر نہ ہو۔

پس محنتیں کرنی ہونگی۔ پورے اخلاص کے ساتھ تمام سوسائٹی کو نماز کے ذریعے زندہ کرنے کا عزم لے کر اٹھنا ہوگا اور ہر نئے آنے والے کو نماز کا پیغام دینا ہوگا۔ مگر پاک، نیک نصیحت کے ذریعے، نیک نمونوں کے ذریعے، تھوڑا تھوڑا سکھا کر پیار اور محبت سے۔ اگر زیادہ نہیں تو شروع میں ایک نماز ہی کا عادی بنائیں۔ اور پھر رفتہ رفتہ اللہ کے حوالے اس طرح کرتے چلے جائیں کہ اللہ خود ان کو سنبھال لے اور آئندہ ان کی تربیت براہ راست خدا کے سپرد ہو۔ ہم واسطہ تو ہیں مگر حقیقت میں وہ سب تربیت اللہ ہی کی ہے۔ مگر اسی کا بنایا ہوا نظام ہے کہ کچھ عرصے تک انسانوں کو دوسروں کی تربیت کا ایک واسطہ بنا دیتا ہے۔ جب تک وہ چاہے وہ واسطہ چلتا ہے۔ جوں جوں تربیت کامیاب ہوتی چلی جاتی ہے یہ واسطہ بیچ سے اٹھتا جاتا ہے یہاں تک کہ جس کی تربیت کی جائے اس کو پھر کبھی کوئی ضرورت نہیں رہتی کہ اس کا مربی روز آ آ کے اس کو نصیحت کرے۔ بسا اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ جس کی تربیت کی جائے وہ اپنے مربی سے بھی بہت آگے نکل جاتا ہے۔

> **ہر جماعت میں جہاں آئندہ دعوت الی اللہ کے نئے منصوبے بنائے جا رہے ہیں بلکہ بہت سی جگہ ان پر عمل شروع ہو چکا ہے وہاں ایک احمدی جماعت کا گروہ ایسا وقف رہے جس کا کام محض قیام صلوٰۃ ہو۔ وہ اپنوں میں بھی اور نئے آنے والوں میں بھی جو اپنے بن رہے ہیں ان میں بھی نماز با جماعت کے قیام کی مسلسل جدوجہد کرتا رہے**

پس اس پہلو سے نماز ادا کرنے کی طرف توجہ دیں، اپنے گھروں میں قائم کریں، اپنے گردوپیش قائم کریں اور خصوصیت کے ساتھ داعی الی اللہ نماز پر قائم ہو جائیں۔ اور خصوصیت کے ساتھ ان کو جو سلسلے میں نئے نئے داخل ہوئے ہیں خواہ وہ مسلمانوں میں سے ہوں یا غیر مسلموں میں سے ہوں ان کو نماز کی اہمیت بتانے کے لئے ایک نظام جاری کریں اور اس نظام کی مسلسل نگرانی رکھیں۔ تاکہ ایک آپ کا طبقہ جو نئی زمینیں فتح کرنے کے لئے تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے اس کے پیچھے پیچھے یہ سنبھالنے والا طبقہ بھی قائم ہوتا چلا جائے جو نئے آنے والوں کو سنبھالے اور ان کے تمام حقوق ادا کرے اور ان کی ساری ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو۔ یہی وہ ایک طریق ہے جس کے ذریعے سے ہم خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مزید تیزی کے ساتھ بھی آگے بڑھ سکتے ہیں اور ہمیں پچھلے پھلوں کی فکر نہیں رہے گی کیونکہ پچھلوں کو سنبھالنے کا نظام بھی ہم جاری کر چکے ہونگے۔ تو ان آیات میں سب سے پہلی توجہ نماز کی طرف ہوئی اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس سے بہتر گر غلبہ اسلام کو استقلال اور استقامت بخشنے کا اور کوئی نہیں۔

دوسری بات جو ان آیات کریمہ میں سمجھائی گئی ہے وہ اس سے اگلا قدم ہے "اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق الیل و قرآن الفجر۔ ان قرآن الفجر کان مشھودا" قرآن کی تعلیم بھی ساتھ ساتھ دو اور "قرآن الفجر" بتاتا ہے کہ وہ دور جب کہ پو پھوٹ رہی ہو اور نیا دن چڑھ رہا ہو اس وقت قرآن کی تلاوت بہت ضروری ہے۔ "قرآن الفجر" کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ صبح کے وقت تلاوت کی جائے اور یہ بہت ہی پیاری چیز ہے۔ جن گھروں میں صبح کی تلاوت کی عادت ہو اللہ کے فضل کے ساتھ، اللہ تعالیٰ ان کی فجر قرآن ہی کے ذریعے پھوڑتا ہے۔ "قرآن الفجر" ان کے لئے ایک نیا پیغام لے کر آتا ہے۔ لوگوں کی صبح تو سورج کے چڑھنے سے ہوتی ہے مگر ان کی صبح قرآن کا نور صبح ان کے گھروں میں پھوٹنے سے ہوتی ہے اور اس سے بہتر اور کون سی صبح ہو سکتی ہے۔

> **یہ جو مختلف اسلامی ممالک میں بعض دفعہ زبردستی نیک بنانے کی تحریکیں اٹھتی ہیں یہ قرآن کریم سے کلیۃً جہالت کے نتیجہ میں ہیں**

مگر اس کے ساتھ ایک اور پیغام بھی ہے "قرآن الفجر" یہ وہی فجر ہے جس کا سورہ فجر میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نور ایک اندھیری رات سے پھوٹا ہے تو پھر "حتی مطلع الفجر" سلام ہی سلام تھا۔ "ھی حتی مطلع الفجر" یہاں تک کہ مطلع الفجر ہوا اور وہ مجسم سلامتی تھا۔ تو فجر کا ایک معنی ایک عظیم روحانی انقلاب ہے جو اندھیری راتوں کو روشنیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ پس جس نسبت سے میں اس آیت کی تفسیر آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں اس نسبت سے تقاضا یہ ہے کہ یہاں فجر کا ترجمہ نئے روحانی دور سے کیا جائے جب کہ ایک نئی صبح پھوٹنے والی ہے یا پھوٹ رہی ہو۔ اس روحانی انقلاب کے وقت قرآن سے کام لو، قرآن کی تلاوت ہی ہے جو اس فجر کو حقیقت میں روشن بنا دے گی۔ اس لئے عبادت کے قیام کے بعد قرآن کریم کی تعلیم کی طرف ایک گہری توجہ ہے۔

اس سلسلے میں کچھ مزید باتیں کہ ہم کس طرح ان مسائل کو حل کریں گے اور خدا تعالیٰ نے کون کون سے راستے ہمارے لئے کھولے ہیں انشاء اللہ میں الوداعی خطاب میں آپ سے کروں گا۔ لیکن اس وقت میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ قرآن الفجر کے بعد پھر فرمایا ہے "ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لک" کہ عبادت کا قیام بھی کافی نہیں ہے جب تک اس میں نوافل کے اضافے نہ ہوں اور خصوصیت کے ساتھ رات کو محنت نہ کی جائے۔ پس قیام تہجد مشکل مسائل کا حل ہے اور حقیقت یہ ہے کہ تہجد کی نماز ہی وہ نماز ہے جس کی رسائی سات آسمانوں سے پرے تک لازماً ہوتی ہے۔ اور دوسری نمازوں کی دعاؤں کا تہجد کی نماز کی دعاؤں سے رشتہ تو ہے مگر نسبت وہ کوئی نہیں ہے۔ حیرت انگیز تبدیلیاں لانے کی طاقت تہجد کی دعائیں رکھتی ہیں۔ ورنہ روزمرہ صبح کی پانچ نمازیں تو پڑھنے والے بے شمار ہیں۔ وہ جو ان میں سے چند راتوں کو اٹھتے ہیں یا چند ان میں سے جو راتوں کو اٹھتے ہیں اور خدا کی خاطر جب دنیا ان کو نہیں دیکھ رہی ہوتی محض اپنے رب کی محبت کے اظہار کے لئے اندھیروں میں کھڑے ہو جاتے ہیں ان کی دعائیں ایک غیر معمولی طاقت رکھتی ہیں۔ اور ان کی دعاؤں کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ عظیم الشان مقامات مومن کو عطا ہوتے ہیں۔

تو فرمایا "ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً" اب نماز کتنی پیاری چیز ہے اور تلاوت قرآن بھی دیکھو کتنی اچھی چیز ہے مگر ان کے نتیجے کے طور پر مقام محمود کا وعدہ نہیں فرمایا۔ مقام محمود کا وعدہ فرمایا تو تہجد کے ساتھ وعدہ فرمایا "فتھجد بہ نافلۃ لک" یہ قرآن جو ہے جس کی صبح تلاوت کا ہم نے حکم دیا ہے اس قرآن ہی کے ذریعے رات کو تہجد پڑھا کر اور اسی کے ذریعے اندھیروں کا جہاد کر۔ "نافلۃ لک" یہ فرض نہیں ہے، محض نفل ہے۔ مگر اتنا طاقتور نفل کہ فرمایا "عسی ان یبعثک ربک مقاماً محموداً" ہرگز بعید نہیں بلکہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے مقام محمود پہ فائز فرما دے۔

پورے اخلاص کے ساتھ تمام سوسائٹی کو نماز کے ذریعہ زندہ کرنے کا عزم لے کر اٹھنا ہوگا اور ہر نئے آنے والے کو نماز کا پیغام دینا ہوگا مگر پاک، نیک نصیحت کے ذریعہ، نیک نمونوں کے ذریعہ، تھوڑا تھوڑا سکھا کر پیار اور محبت سے

اب مقام محمود کی تعریف وہ فرمادی کہ جو کوئی کھڑا مقام نہیں ہے بلکہ مسلسل جاری وساری مقام ہے۔ ایسا مقام ہے جو ہاتھ پکڑ کر ساتھ ساتھ آگے بڑھتا ہے اور قدم نہیں روکتا بلکہ قدم آگے بڑھانے میں ممد ثابت ہوتا ہے۔ پس یہ وہ مقام نہیں ہے جس کو میم کی پیش سے پڑھا جاتا ہے جو ایک معین جگہ کا نام ہے۔ عربی میں مقام بھی ایک لفظ ہے جو اکثر استعمال ہوا ہے یعنی قرآن کریم میں اکثر آیات میں لفظ مقام استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے ایک ٹھہری ہوئی جگہ۔ ایسی جگہ جہاں آپ اتر سکتے ہیں۔ جہاں آپ رات بسر کر سکتے ہیں یا کچھ دیر کے لئے بسیرا کر سکتے ہیں یا لمبے ڈیرے ڈال سکتے ہیں۔ ہر ایسی جگہ جو آپ کے

صدق، قیام عبادت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پائے صدق عبادت پر ہے اور عبادت کے بغیر کسی کو پائے صدق نصیب نہیں ہو سکتا

ٹھہرنے کی جگہ ہو یا جانوروں کے ٹھہرنے کی جگہ ہو اسے مقام کہا جاتا ہے۔ مگر یہاں اللہ تعالیٰ نے مقام نہیں فرمایا "عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا" دیکھو ممکن نہیں بلکہ عین ممکن ہے بلکہ لازم ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ مقام محمود تک پہنچا دے اس تہجد کے ذریعے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور مقام کسی ٹھہری ہوئی جگہ کا نام نہیں ہے۔ مقام خدا کے حضور ایک مرتبے کا نام ہے اور خدا کے حضور مومن کا مرتبہ کسی ایک جگہ نہیں ٹھہرتا بلکہ مسلسل بڑھتا ہے اور اس کے بغیر وہ مرتبہ ہے ہی نہیں جو مرتبہ بڑھنے والا نہ ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس مضمون کو مزید کھولتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق" جب مقام محمود تجھے عطا ہوگا یا ہو رہا ہے اور ایسے مقام کے اندر تو سفر کر رہا ہے جہاں پہلے بھی مقام مل چکے ہیں لیکن آئندہ مسلسل ملتے رہیں گے۔ "عسی ان یبعثک" کا یہ ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلق میں لازم ہے بلکہ اس کے سوا کوئی ترجمہ ممکن نہیں ہے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ پہلے مقام محمود عطا نہیں ہوا تھا آئندہ خدا عطا کرے گا مراد یہ ہے کہ ممکن نہیں بلکہ یقینی ہے کہ خدا تجھے مقام محمود عطا کرتا چلا جائے۔ "یبعثک" کا معنی "کرتا چلا جائے" کریں تو پھر مضمون ٹھیک بیٹھتا ہے ورنہ اکھڑ جاتا ہے اور اگلی آیت اسی کی تائید فرما رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ دعا کر کہ اے میرے رب "ادخلنی مدخل صدق" اے میرے رب مجھے داخل فرما اس مقام میں صدق کے ساتھ "واخرجنی مخرج صدق" اور اس سے نکال دے صدق کے ساتھ۔ تو کیا مقام محمود سے نکلنے کی دعا سکھائی گئی ہے؟۔ یہ سوچنے کی بات ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ دعا سکھائے کہ اے میرے رب مجھے مقام محمود عطا تو کر دینا مگر زیادہ دیر نہ ٹھہرانا وہاں میری اگلی دعا بھی سن لے مجھے جلدی سے اس مقام سے نکال کر باہر کر۔ ہرگز نہیں۔ یہ نہایت ہی جاہلانہ ترجمہ ہے۔ اس کا ایک ہی ترجمہ ممکن ہے کہ اے میرے خدا ایک مقام سے نکال کر دوسرے مقام میں داخل کرتا چلا جا، ایک مقام میں داخل فرما اور پھر میں دعا کروں گا کہ اے خدا یہ مقام میرے لئے چھوٹا ہو گیا ہے۔ اور قرب کے مقامات کا خواہاں ہوں اس مقام سے میری سیری نہیں ہو رہی پس مجھے اس سے نکال۔ مگر کہاں؟ ایک اور مقام محمود میں تاکہ یہ سلسلہ جاری رہے اور اس سلسلے میں میرے لئے سلطان نصیر عطا فرماتا چلا جا۔ کیونکہ بلند سے بلند تر مقامات کی طرف جانا خود انسان کی اپنی طاقت سے ممکن نہیں ہے۔ لازم ہے کہ اس کو غیب کی طرف سے ایسے سلطان عطا ہوں اللہ کی طرف سے جو اس کی نصرت کی طاقت رکھتے ہوں۔

عبادت کے بغیر انسان کی انسانیت مکمل نہیں ہوتی اور انسانیت کی تکمیل کے بغیر دنیا کے مسائل حل ہو ہی۔ نہیں سکتے

پس حقیقت میں جب میں نے آپ سے ذکر کیا کہ میں جب سے جلسہ سالانہ یو کے ہوا ہے اس مضمون پر غور کر رہا ہوں اور فکر مند ہوں اور دعا بھی کرتا ہوں، تو کل جب اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا جواب سمجھایا تو یہ جو آیت میں نے ابھی پڑھی ہے اور اس کے ساتھ سلطان نصیر کا جو ذکر ہے اس کے ذریعہ مجھے یہ مفہوم حقیقت میں روشن ہوا اور پھر توجہ اس طرف ہوئی کہ ان آیات کو اچھی طرح اکٹھا پڑھا جائے تو سارا مضمون کھل کر سامنے آجائے گا۔ یہاں سلطان نصیر کی طرف توجہ اس لئے میرے دل میں پیدا ہوئی کہ ہم بھی تو ایک مقام محمود سے ایک اور مقام محمود کی طرف سفر کر رہے ہیں لیکن یہ مقامات ٹھہرے ہوئے مقامات نہیں ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے جب ہماری دعائیں تھیں، التجائیں تھیں اور کچھ تعجب بھی ہوتا تھا کہ کتنی بڑی بات مانگ رہے ہیں۔ ہم خدا سے سال میں ایک لاکھ بیعتوں کی دعا کرتے تھے تو اس سے پہلے جو بیعتیں ہوتی تھیں وہ بھی تو اللہ کے فضل تھے، وہ بھی تو ایک قسم کے مقام محمود تھے مگر جب ایک لاکھ بیعت کا مقام آیا تو دل حمد سے بھر گیا اور خوشیوں سے لبریز ہو گیا کہ بہت بڑی منزل طے کی ہے ایک مقام محمود ایسا ملا ہے جس کی مدت سے تمنا رکھتے تھے۔ مگر بہت جلد وہ مقام پرانا ہو گیا۔ بہت جلد دل میں یہ احساس ہوا کہ جب تک دو نہ مانگیں ہماری تشنگی نہیں بجھے گی۔ پس اے خدا ہمیں اس مقام سے نکال دے، واپسی کی طرف نہیں بلکہ آگے کی طرف نکالنے کی دعا دل سے طبعی طور پر اٹھی ہے اور مسلسل اٹھتی رہی اور زیادہ شدت کے ساتھ اٹھتی رہی۔ "اخرجنی مخرج صدق" اے خدا جس طرح صدق کے ساتھ تو نے اس مقام محمود میں داخل فرمایا تھا اب اس مقام سے نکال لیکن ایک اور بڑے مقام کی طرف جو اس سے زیادہ شاندار اور زیادہ سکینت بخشنے والا ہو۔ پس اللہ نے آپ کے دیکھتے دیکھتے ہمیں وہ دوسرا مقام محمود بھی عطا فرما دیا۔ اور جب وہ مقام آیا تو دل پھر حمد سے بھر گئے طبیعتوں کو ایک سکینت نصیب ہوئی کہ اب تو ہم دو لاکھ احمدیوں کی خوش خبری پا کر اپنے دلوں کو ٹھنڈا کر رہے ہیں مگر بہت جلد وہی سکینت ایک قسم کی بے چینی اور ایک نئی پیاس میں تبدیل ہو گئی۔ اور ہم نے یہ دعائیں مانگنی شروع کیں کہ اے خدا بہت مزہ آیا، بے حد تیرے احسان مند ہیں۔ شکروں کا تو حق ادا نہیں کر سکتے۔ مگر تو نے جو فطرت ہمیں بخشی ہے یہ پیاسی فطرت ہے۔ جب ایک نعمت کو پالیتی ہے تو اس نعمت سے واقفیت کے نتیجے میں نعمت کا احساس بھی کم ہوتا چلا جاتا ہے اور جتنا زیادہ نعمت سے واقفیت بڑھتی جائے وہ احساس، اس کے وجود کا احساس، اس کے شکر کا احساس کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس ہمیں اس مقام سے بھی نکال، ایک اور مقام محمود میں داخل فرما اور پھر چار لاکھ کی تمنا دل میں مچلنے لگی اور لگتا تھا کہ بہت بڑی دعا ہے۔ لیکن اللہ نے آپ کے دیکھتے دیکھتے اور میرے دیکھتے دیکھتے وہ چار لاکھ کی تمنا بھی دیکھیں کس شان سے پوری فرمائی اور ہمیشہ دگنے سے کچھ بڑھا کر دیا۔

ایک عجیب کیفیت تھی اس جلسے پر جب چار لاکھ بیعتیں ہو رہی تھیں۔ بہت سی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ ان آنکھوں سے بھی جو حاضرین کی، موجود لوگوں کی آنکھیں تھیں۔ اور ان آنکھوں سے بھی جو دور سے نظارہ کر رہی تھیں ٹیلی ویژن کے ذریعے۔ اور کثرت سے مجھے دور دراز کے ملکوں سے خط ملے کہ ہماری نظریں اپنے ہی آنسوؤں سے دھندلا جاتی تھیں۔ جو نظارہ ہمیں جان سے بھی زیادہ پیارا تھا خوشی کے آنسوؤں سے روتے روتے وہ نظارہ بسا اوقات نظروں سے غائب ہو جاتا تھا۔ ایک عجیب کیفیت تھی جس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ تو بہت لطف آیا کئی دنوں، ہفتوں ہم انہیں کیفیات میں ڈوبے ہوئے انہی خوابوں میں بسے رہے۔ مگر پھر میں جانتا ہوں کہ جیسے میرے دل کی حالت تھی ویسے ہی آپ سب کی بھی ہوگی کہ اے خدا اب یہ خوشیاں دیکھ لیں ان کے مزے اڑا لئے مگر تو تو کہتا ہے کہ ہر مقام محمود کے بعد نکلنے کے رستے ہیں اور وہ نکلنے کے رستے اور مقامات محمود میں ہیں۔ پس ہمیں اس مقام میں سے بھی نکال لیکن صدق کے ساتھ نکال۔ جیسے پہلے صدق سے داخل فرمایا تھا اسی طرح صدق سے نکال اور ایک اور مقام محمود میں داخل فرما دے اور ہم پھر آئندہ سال بیعتوں کو دگنا ہوتا ہوا دیکھیں۔

نیکی وہی ہے جو زندگی کا ساتھ دے، جو ہمیشہ کے لئے جزو بدن بن جائے، جو رگوں میں دوڑتی پھرتی رہے جیسے خون دوڑتا پھرتا ہے، جس کے بغیر زندگی کا تصور ممکن نہ ہو

پس امسال جس کے ذکر سے میں نے بات چلائی ہے اللہ نے بے انتہا احسان فرمایا ہے۔ جو تصور میں بھی آ نہیں سکتی تھی کہ ہماری طاقت میں یہ ہوگی ہماری گناہ گار آنکھیں خدا کے ان احسانات کو دیکھیں گی۔ ہم سب نے دیکھا اور پھر آنکھوں نے تشکر اور حمد کے آنسوؤں کے دریا بہا دئے کہ اے خدا کیسی

تیری شان ہے ایک مقام محمود سے تو نے دوسرے مقام محمود میں داخل کرنے کے لئے ہمیں پہلے سے نکالا اور صدق کے ساتھ نکالا۔ لفظ صدق میں ہی اس بات کی چابی ہے کہ اگلا بھی مقام محمود ہی ہو گا حالانکہ دوبارہ مقام محمود کا ذکر نہیں فرمایا۔ مگر پہلے بھی داخل ہوتے وقت لفظ "صدق" رکھ دیا جس کا مطلب تھا کہ سچائی کے ساتھ داخل ہو رہے ہیں، اچھی چیز ملے گی۔ سچائی کبھی اندھیروں میں داخل نہیں کیا کرتی۔ سچائی کبھی ظلمات کے تحفے لے کر نہیں آتی۔ پس صدق میں اس سارے مضمون کو سمجھنے کی چابی ہے۔ جب فرمایا "اخرجنی مخرج صدق" تو مطلب یہ تھا کہ جیسے صدق سے داخل فرمایا ویسے ہی صدق سے نکالنا اور یہ صدق اور بھی نیکیوں کے پھل ہمارے لئے لائے۔ پس اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شمار ممکن نہیں۔ اس نے صدق کے ساتھ ہمیں اس مقام محمود سے نکال کر پھر آٹھ لاکھ سے اوپر کے مقام محمود میں داخل فرما دیا۔ اب بھی یہی تمنا ہے، اب بھی یہ دعائیں ہیں "رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطاناً نصیراً" تو ساری جماعت جو سلطان نصیر بن کر ان دعاؤں کو پورا کرنے میں مدد گار بنی ہوئی ہے اپنی دعاؤں کو پورا کرنے میں میری مدد گار بنی ہوئی ہے یہ وہ سلطان نصیر ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں عطا ہو رہے ہیں۔ اور پھر مزید دلوں میں جب خدا غیب سے وحی کے ذریعے جماعت کی طرف ان کے دلوں کی توجہ پھیرتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور احمدیت کی محبت ان کے دلوں میں بھر دیتا ہے تو پھر اور بھی سلطان نصیر ہمیں عطا ہوتے ہیں۔ پھر بہت سے اور ذرائع ہیں سلطان نصیر عطا کرنے کے جن کا مشاہدہ عالمگیر جماعت کرتی آ رہی ہے اور انشاء اللہ کرتی چلی جائے گی۔ مگر لفظ صدق کا ایک تعلق ماقبل سے بھی ہے اور اسی تعلق نے میری توجہ ابتدائی آیات کی طرف پھیری۔ صدق قیام عبادت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پائے صدق عبادت پر ہے اور عبادت کے بغیر کسی کو پائے صدق نصیب نہیں ہو سکتا۔ پس بات گھوم کر پھر وہیں پہنچ جاتی ہے کہ اگر آپ نے ہر مقام محمود میں داخل ہونے کے بعد ہر مقام محمود سے ایک اور مقام محمود میں نکلنے کی دعا کرنی ہے تو یاد رکھیں اس دعا کے تقاضے پورے کرنے ہونگے، اس مضمون کی نوعیت کو گہرائی سے سمجھنا ہو گا، اس کا عرفان حاصل کرنا ہو گا ورنہ یہ بات ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گی۔

> جو راتوں کو اٹھتے ہیں اور خدا کی خاطر جب دنیا ان کو نہیں دیکھ رہی ہوتی محض اپنے رب کی محبت کے اظہار کے لئے اندھیروں میں کھڑے ہو جاتے ہیں، ان کی دعائیں ایک غیر معمولی طاقت رکھتی ہیں اور ان کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ عظیم الشان مقامات مومن کو عطا ہوتے ہیں

پس ان باتوں کو سمجھتے ہوئے میں تمام عالمگیر جماعتوں سے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے لئے بھی اور ہم سب کے لئے بھی یہی دعا کریں جو میں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھ کر سنائی ہے یعنی آغاز سے لے کر آخر تک اس دعا میں جب آپ کہتے ہیں صدق کے ساتھ داخل فرما تو اس بات کو شامل کر لیں کہ ایسے صدق کے ساتھ داخل فرما جو محمدؐ رسول اللہ کو عطا فرمایا تھا۔ اس صدق میں قیام عبادت بھی تھا، اس صدق میں تلاوت قرآن کریم بھی تھی، اس صدق میں راتوں کو صبح میں تبدیل کرنے کی طاقت بھی موجود تھی، اس صدق میں راتوں کو اٹھ کر خدا کے حضور تہجد کرنے کی توفیق بھی شامل تھی اور ایسے تہجد ادا کرنے کی توفیق شامل تھی جس کے بعد عرش سے لازمی طور پر یہ وعدہ اترتا ہے کہ تجھے خدا ضرور مقام محمود میں داخل فرمائے گا۔ اور جب داخل فرمائے گا تو پھر اس سے نکلنے کی دعا کرنا مگر صدق کے ساتھ۔ اور جب صدق سے اس سے نکلنے کی دعا کرو گے تو یاد رکھنا کہ سلطان نصیر کی دعا نہ بھولنا کیونکہ جتنی منزلیں بلند ہوتی چلی جائیں اتنے ہی خوف بھی لاحق ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اتنے ہی مزید طاقتور اور غالب مدد گاروں کی بھی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔ اتنے ہی حسد بھی بڑھتے جاتے ہیں، دشمنیاں بھی پہلے سے بڑھ کر آپ کو ہلاک کرنے کی تمنائیں کرتی ہیں، آپ کو گزند پہنچانے کی راہوں میں بیٹھتی ہیں، دن رات کوشش کرتی ہیں کہ کسی طرح ان کے بڑھتے ہوئے قدم روک لیں۔ پس وہ منظر بھی اب ابھر کر سامنے آتا چلا جا رہا ہے۔ پہلے سے کئی گنا زیادہ مشتعل ہو کر جماعت کے دشمن منصوبے بنا رہے ہیں کہ کسی طرح آپ کی ترقی کی راہیں روک لیں اور آپ کی راہ میں ایسی کمین گاہوں میں بیٹھیں کہ آپ کو کچھ خبر نہ ہو اور وہ اچانک آپ پر حملہ آور ہوں۔ اور ان چیزوں کے منصوبے بنانے کی قطعی معین اطلاعیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہنچا دی ہیں۔ پس اس مضمون کا سلطان نصیر سے ایک اور تعلق بھی قائم ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ دعا مانگو اللہ سے کہ جہاں دشمن طاقتور ہے اور دنیاوی طاقتوں کے بل بوتے پر، دنیاوی سلطانوں کے بل بوتے پر وہ خدا کے بندوں کو گزند پہنچانے کے منصوبے بنا رہا ہے۔ اے خدا جب ہمیں مزید روحانی ترقیات عطا فرما تو ساتھ ساتھ سلطان نصیر بھی عطا کرنا۔ کیونکہ ہم میں تو اپنی حفاظت کی طاقت نہیں ہے۔ ہم تو عاجز اور کمزور بندے ہیں۔ پس ان معنوں میں اگر آپ سلطان نصیر کی دعا بھی گہرائی کے ساتھ سوچ کر کرتے رہیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو کوئی فکر نہیں ہے۔ کسی غم کی ضرورت نہیں، کسی کھوئے ہوئے پر حزیں ہونے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو گا۔ آپ کو قدم قدم پر، لحہ لحہ سلطان نصیر عطا کرتا چلا جائے گا۔ پھر آپ دندناتے ہوئے شاہراہ ترقی اسلام پر آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں گے۔ اور ان دعاؤں کے ساتھ جب آپ آگے بڑھیں گے تو مجال نہیں کسی دشمن کی خواہ وہ ایک ادنیٰ انسان ہو یا دنیا کا طاقتور بادشاہ ہو کہ آپ کی ترقی کی راہ روک سکے اور آپ کو گزند پہنچا سکے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو اور یہ گر جو اس نے ہمیں سکھایا ہے اسے سمجھنے اور مزید گہرائی سے اس کا عرفان حاصل کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے (آمین۔ اللھم آمین)۔

> صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے
>
> (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

صبح موعودہ بصد شاں وقت شام آنے کو ہے

سوئے خاک فرش گردوں سے سلام آنے کو ہے
جلوہ حسن ازل بالائے بام آنے کو ہے

بزم امکاں میں ہے پھر سرگرمئ ورد و سجود
بار یزداں! برزباں یہ کس کا نام آنے کو ہے

مژدہ اے بادہ گساراں! مژدہ اے تشنہ لباں!
بعد اک مدت کے پھر گردش میں جام آنے کو ہے

ہو رہے ہیں جلوہ ہائے صبح صادق ضوفشاں
مرحبا! شام الم کا اختتام آنے کو ہے

منتظر ہے آسماں پہ پھر سے اذن استجاب
منت اشک و دعائے سوز کام آنے کو ہے

آفتاب دین حق ہوتا ہے مغرب سے طلوع
صبح موعودہ بصد شاں وقت شام آنے کو ہے

غلغلہ بردار ہو۔ جائے گا ہر مست خرام
سست رفتارو حذر! وہ تیز گام آنے کو ہے

چرخ نیلی فام پھر کرتا ہے اشکوں سے وضو
ماہ نو اوج فلک پہ بےنیام آنے کو ہے

کہہ رہی ہے اب تو ساحر کوئے جاناں کی نسیم
اس فقیر راہ نشیں کو بھی پیام آنے کو ہے

(ایچ۔ آر۔ ساحر)

خالی نہیں جاتیں کبھی مظلوم کی آہیں

(حضرت حافظ مختار احمد شاہجانپوریؓ)

اے نالہ خاموش، خدا تجھ کو جزا دے — افلاک سے بڑھ عرش معلّی کو ہلا دے
اے چشم ستم دیدہ وہ طوفان بپا کر — جو دیدہ سفاک کو بھی خون رلا دے
اے دل تو لہو بن کے مری آنکھ سے ڈھل جا — چمکا ہوا رنگ رخ آفاق اڑا دے
اے خون جگر سینے میں کھول اور ابل جا — اک جوش جنوں خیز رگ و پے میں رچا دے
اے عقل رسا اور ترا اب نہیں کچھ کام — دیوانوں کی فہرست میں اک نام بڑھا دے
گزرا ہے جو نظروں سے وہ بھولیں نہیں نظریں — گزری ہے جو دل پر اسے دل کیسے بھلا دے
خود میرے محافظ ہی نے چھینی مری دولت — یہ طرفہ ستم کیوں نہ مری جان جلا دے
رگ رگ میں تپ غم سے لہو کھول رہا ہے — منہ تکتے ہیں حسرت سے مرا میرے ارادے
مخلوق نے انصاف کی توقیر گھٹا دی — اللہ مرا حوصلہ ضبط بڑھا دے
صد حیف کہ کمزور کو بے وجہ زبردست — اک تختہ مشق ستم و جور بنا دے
کیا جرم ہے کیا میں نے بگاڑا ہے کسی کا — کچھ میری خطا بھی تو کوئی مجھ کو بتا دے
اک میں ہی تو دیوانہ آئین وفا تھا — اللہ، مجھی کو وہ غم ہوش ربا دے
آتے ہی مرا ذکر بدل جاتی ہے تیوری — اب کیا کہوں اللہ ان آنکھوں کو حیا دے
حق کا تو زبردست گلا گھونٹ چکا ہے — کمزور کو برداشت کی توفیق خدا دے
پاکیزگی نفس ہے اک نعمت عظمی — لیکن یہ اسی کے لئے ہے جس کو خدا دے
کل تک تو میں وہ تھا جو ہے مشہور، مگر آج — جو چاہے وہ اس کا لب الزام بنا دے
تقصیر بھی کچھ ہے کہ نہیں اس سے غرض کیا — شائق جو سزا دینے کا ہو کیوں نہ سزا دے
یونہی سہی میں فاتحہ خیر تو پڑھ دوں — انصاف کو گاڑا ہے کہاں، کوئی بتا دے
خالی نہیں جاتیں کبھی مظلوم کی آہیں — کوئی یہ اس انصاف کے پتلے کو بتا دے
یوسف تو اسیری میں بھی یوسف ہی رہے گا — لیکن اسے کیا کہئے جو یوسف کو سزا دے
ہے بہر سزا جرم کا اثبات بھی لازم — الزام تو جس پر بھی جو چاہے وہ لگا دے
اے وہ کہ نظر بندی یوسف سے ہے شاداں — دنیا کو ذرا دامن یوسف بھی دکھا دے
رہتا ہے عیاں ہو کے ہی فرق حق و ناحق — گو کوئی اسے کتنے ہی پردوں میں چھپا دے
اللہ رے پاکیزگی دامن یوسف — شرمندہ زلیخا ہو عزیز آنکھ جھکا دے
اے دل یہ تری نظم تو احباب نے سن لی — اک نظم اسی دھن میں خدا کو بھی سنا دے

جو دیکھنے والے ہیں وہ یہ دیکھ لیں مختار
تو نظم پڑھے داد تجھے تیزا خدا دے

پاکستان میں
احمدی مسلمانوں پر جھوٹے مقدمات

(رشید احمد چوہدری)

جب سے جنرل ضیاء الحق نے اینٹی احمدیہ آرڈیننس کا اجراء کیا پاکستان میں معاند سلسلہ عالیہ احمدیہ مولویوں کی سرتوڑ کوشش ہوتی ہے کہ وہ احمدی مسلمانوں پر جھوٹے مقدمات بنائیں اور اس طرح ان کو پریشان کریں۔ چنانچہ اس کا ایک آسان طریق یہ اپنایا گیا کہ احمدیوں پر تبلیغ کا الزام لگاکر ان پر زیر دفعہ ۲۹۸۔سی مقدمات درج کرائے گئے چنانچہ پاکستان کے طول و عرض میں ان جھوٹے ملاؤں کی وجہ سے احمدی مسلمانوں پر مقدمات درج ہوئے انہیں گرفتار کیا گیا۔ عدالتوں میں سزائیں سنائی گئیں اور پھر جیل کی کال کوٹھڑیوں میں پھینکا گیا۔ ذیل میں ایسے ہی دو واقعات کی تفصیل درج کی جاتی ہے۔

۱۔ ضلع مانسہرہ میں داتا کا علاقہ ایسا ہے جہاں کئی سالوں سے جماعت احمدیہ کے خلاف مہم جاری ہے۔ علاقہ بھر میں احمدی مسلمانوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ روزمرہ کی اشیائے خوردنی سے بھی ان کو محروم کیا جاتا ہے۔ کوئی دوکاندار احمدیوں کو سودا سلف نہیں دیتا حتی کہ دودھ تک انہیں کئی میل دور شہر سے لانا پڑتا ہے۔ ٹیکسی تانگے والوں نے بھی معاہدہ کیا ہوا ہے اور وہ کسی احمدی سوار کو نہیں بٹھاتے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ احمدی بچوں کو میلوں کا سفر پیدل طے کرکے سکول جانا پڑتا ہے۔ ان تمام معاندانہ کاروائیوں کا سرغنہ جامع مسجد داتا کا خطیب مولوی خلیل الرحمن ہے جو اکثر مسجد کے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ احمدی مسلمانوں کے خلاف زہر اگلتا رہتا ہے۔ اس کے علاوہ گاؤں میں ختم نبوت یوتھ فورس کا دفتر بھی ہے جو ہمیشہ احمدی مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش میں رہتے ہیں اور پولیس کے حکام سے ملی بھگت کرکے احمدی مسلمانوں کو ہراساں کرتے رہتے ہیں۔

اس بدنام زمانہ مولوی خلیل الرحمن نے ۹ مارچ ۹۲ء کو مقامی پولیس کے روبرو ایک درخواست پیش کی جس میں لکھا کہ مورخہ ۸ مارچ کو ایک احمدی تاج محمد جامع مسجد میں آیا اور عصر کی نماز ادا کی۔ مولوی کے بیان کے مطابق اس نے سمجھا کہ تاج محمد احمدیت کو چھوڑ چکا ہے چنانچہ اگلے روز یعنی ۹ مارچ کو اس نے مسجد کے لاؤڈ سپیکر پر اعلان کردیا کہ تاج محمد احمدیت سے تائب ہوچکا ہے۔ اس اعلان کو سن کر تاج محمد اور اس کا بھائی مبارک احمد مسجد میں مولوی کے پاس پہنچے اور اسے بتایا کہ وہ بحمداللہ احمدی ہیں اور یہ کہ ایسے اعلانات کرنے سے پہلے تحقیق کرلینی چاہیئے۔ مولوی مذکور نے پولیس کو درخواست میں لکھا کہ دونوں نے اسے دھمکیاں دی ہیں اور تبلیغ کی ہے۔ اس کے اس بیان پر پولیس نے دونوں احمدی مسلمانوں پر زیر دفعہ ۲۹۸۔سی تعزیرات پاکستان مقدمہ درج کرلیا۔ چنانچہ عدالت میں مقدمہ چلایا گیا اور گواہ کے طور پر پولیس کے ملازمین کے علاوہ دسویں جماعت کے ایک طالبعلم بابر کو تیار کیا گیا جس نے بیان دیا کہ وہ تاج محمد کو جانتا ہے اور یہ کہ ۸ مارچ ۹۲ء کو تاج محمد نے اس کے قریب ہی جامع مسجد میں نماز عصر ادا کی تھی۔ یہ مقدمہ تین سال تک چلتا رہا اور ۳۱ اگست ۹۵ء کو جج محمد نسیم خان مانسہرہ نے فیصلہ دیتے ہوئے لکھا:

"........It has also come in the evidence that accused Taj Mohammad had also

offered Asar Prayer in the mosque of the Muslim being a non-Muslim and this fact is fortified by the statement of P.W. No. 2 Babar a teen-ager witness. By their this conduct both the accused have clearly outraged the religious feelings of the Muslims community."

F.I.R. No. 205/92 u/s 298-c/451/506PPC Police Station Mansehra (Case no. 104/2 of 1992) (Decision announced on 31.8.95)

کہ وکیل استغاثہ نے یہ بات واضح طور پر ثابت کردی ہے کہ دونوں احمدی مسجد میں داخل ہوئے تھے اور تبلیغ کی تھی۔ اسی طرح شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ تاج محمد نے غیر مسلم ہونے کے باوجود مسجد میں مسلمانوں کی طرح عصر کی نماز ادا کی اور اس طرح مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کیا۔ اس نے اپنے فیصلہ میں یہ بھی لکھا کہ وکیل صفائی اس بات کو ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے کہ مولوی خلیل الرحمن اور احمدیوں میں کوئی دشمنی چلی آرہی ہے۔ لہٰذا دونوں احمدی مسلمانوں کو ایک ایک سال قید بامشقت اور پانچ پانچ سو روپے جرمانہ کی سزا سنائی جاتی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں دونوں کو مزید تین ماہ قید بامشقت کی سزا بھگتنا ہوگی۔

اس طرح تبلیغ کا الزام لگاکر دونوں احمدی مسلمانوں کو جیل کی سزا دی گئی۔

۲۔ دوسرا واقعہ فیصل آباد کے ایک احمدی دوست طارق جاوید صاحب کا ہے۔ انہوں نے اپنی فیملی کے ساتھ ایبٹ آباد سیر کرنے کا پروگرام بنایا اور وہاں ایک مقامی ہوٹل Pine View میں قیام کیا۔ ہوٹل میں قیام کے دوران انہوں نے ہوٹل میں نصب شدہ فون سے فیصل آباد اور ربوہ فون کئے۔ ان فون کالوں کی وجہ سے ہوٹل کے عملہ کو علم ہوگیا کہ وہ احمدی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسی وقت مقامی مجلس ختم نبوت کی یوتھ فورس کے صدر کو اطلاع دی اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے اراکین نے ہوٹل پہنچ کر مکرم طارق جاوید صاحب کے کمرہ کی تلاشی لی اور سامان میں سے ایک کتاب "دینی معلومات" حاصل کر کے پولیس کے پاس ایک درخواست دائر کی جس میں لکھا کہ "فیصل آباد کا ایک شخص طارق جاوید ایبٹ آباد کے ایک مقامی ہوٹل پائن ویو میں قیام پذیر ہے اور اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اور وہ لوگوں میں تبلیغی لٹریچر تقسیم کرتا ہے چنانچہ مورخہ ۴ اگست کو بوقت ۹ بجے صبح اس نے سید وقاص حیدر ولد سید نذیر حسین شاہ ساکن دیہہ ملک پورہ کو ایک کتاب "دینی معلومات" تبلیغ کی غرض سے دی۔ چونکہ پاکستان میں احمدیوں کے لئے تبلیغ کرنا جرم ہے لہٰذا طارق جاوید کے خلاف مقدمہ کا اندراج کرکے احمدیت کی تبلیغ و تشہیر کرنے پر قانونی کاروائی کی جائے۔ چنانچہ ۴ اگست کو ہی گیارہ بجے صبح ان پر ایک مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۸۔سی تعزیرات پاکستان درج کرلیا گیا اور انہیں فوری طور پر گرفتار کرلیا گیا۔

مکرم طارق جاوید صاحب کی ضمانت کی درخواست بھی مقامی مجسٹریٹ نے ۲۳ اگست ۹۵ء کو رد کردی اس طرح اب وہ جیل میں ہیں۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ انکو دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور پوری طرح اپنی امان میں رکھے۔

حافظ آباد (پاکستان) کے احمدی مسلمان پر توہین رسالت کا مقدمہ

[پریس ڈیسک] پاکستان سے آمدہ رپورٹوں سے معلوم ہوا ہے کہ مکرم ناصر احمد صاحب آف حافظ آباد، پاکستان کے خلاف ایک مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۵/سی تعزیرات پاکستان مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو تھانہ سٹی حافظ آباد میں درج ہوا ہے۔ تفصیلات کے مطابق شہر کے دو دشمنان احمدیت عصمت اللہ ناز ولد کامل دین قوم مغل محلہ تاج پورہ، حافظ آباد اور مہر عبدالحمید ولد مہر محمد اسلم محلہ تاجپورہ، حافظ آباد نے پولیس کے روبرو ایک درخواست پیش کی جس میں لکھا گیا کہ:

"مسمی ناصر احمد ولد عبدالحمید قوم شیخ سکنہ محلہ تاجپورہ، حافظ آباد کے عرصہ تقریباً ڈیڑھ سال قبل ہم نے دوستی ڈالی اور کچھ دیر بعد اس نے مرزائیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ مختلف طریقوں سے ہمیں مرزائی بنانے کی کوشش کی۔ اس سلسلہ میں وہ ہمیں ربوہ بھی لے گیا۔ وہاں ہمیں رات ٹھہرایا، اپنے کئی رہنماؤں سے ملاقات کرائی جو ہمیں ملازمت، کاروبار اور شادی کے لالچ تک دینے لگے۔ واپسی پر بھی مسمی مذکور نے مرزائیت کی اشاعت کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب اس نے یہ کہا کہ تمہارا دین ناقص ہے اور احمدیت افضل اور کامل دین ہے، امام مہدی مرزا غلام احمد آچکا ہے۔ اسے مان لو اور احمدی جماعت میں شامل ہو جاؤ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہماری حکومت عنقریب آنے والی ہے تو ہمیں یہ گوارانہ ہوا اور ہم نے اس کی دوستی سے توبہ کر لی۔ ہم نے تحریک ختم نبوت کے صدر مولانا عبدالوہاب سے رابطہ کیا......

آپ سے گزارش ہے کہ مسمی ناصر احمد مذکور کے خلاف مقدمہ درج فرماکر باضابطہ کاروائی کی جائے"۔ چنانچہ مکرم ناصر احمد صاحب کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۵/سی تعزیرات پاکستان مقدمہ درج ہوا۔ یاد رہے کہ یہ دفعہ توہین رسالت کی دفعہ ہے جس کے تحت سزا پاکستان کے قانون کے مطابق سزائے موت ہے۔ آجکل پاکستان میں تبلیغ کا عذر رکھ کر کئی احمدیوں کو مختلف مقدمات میں ملوث کیا جا رہا ہے۔ احباب جماعت سے گزارش ہے کہ وہ اپنے ان بھائیوں کو دعاؤں میں خصوصیت سے یاد رکھیں۔

سکھیکی میں چار احمدی مسلمانوں پر مقدمہ

(پریس ڈیسک): پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق سکھیکی ضلع حافظ آباد میں مورخہ کیم اکتوبر ۱۹۹۵ء کو چار احمدی مسلمانوں کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ درج کیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق ایک معاند احمدیت ولی محمد ولد حاجی شاہ محمد قوم جٹ نے پولیس میں درخواست دی کہ جماعت احمدیہ کے مربی سجاد احمد صاحب مقیم سکھیکی ان کی دکان پر آیا اور انہیں تبلیغ شروع کر دی۔ ان کے ساتھ قمراللہ شاہین ولد محمد حنیف، محمد یعقوب ولد خلیل احمد اور محمد جمیل ولد خلیل احمد تھے جو سب جماعت احمدیہ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ چونکہ احمدیوں کو پاکستان میں تبلیغ کی اجازت نہیں اس لئے ان کے خلاف مقدمہ درج کر کے قانونی کاروائی عمل میں لائی جائے۔ چنانچہ پولیس نے چاروں احمدی مسلمانوں کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔

رجسٹر پیدائش میں اندراج پر مقدمہ

(پریس ڈیسک): خوشاب سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم اعجاز حسین جوئیہ کے خلاف مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۹۵ء کو تھانہ خوشاب میں زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان ایک مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ایک مخالف سلسلہ مظہرالحق ولد نذر محمد نے پولیس میں درخواست دائر کی کہ احمدی مذکور نے اپنے بچے کی پیدائش کے موقع پر رجسٹر اندراج پیدائش میں مذہب کے خانہ میں "مسلمان" کا لفظ درج کیا ہے۔ اس طرح اینٹی احمدیہ قوانین کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ لہٰذا اعجاز حسین جوئیہ کے خلاف مقدمہ درج کر کے قانونی کاروائی کی جائے۔

پولیس نے اس درخواست پر احمدی مسلمان کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اپنے پاکستانی بھائیوں کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ظالموں کے ہر ظلم سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے

لاس اینجلس (کیلیفورنیا۔ امریکہ) میں یوم پیشوایان مذاہب

۲۵۰ غیر از جماعت افراد کی شرکت، ۸ مذاہب کے ۱۴ مقررین کا حاضرین سے خطاب

امریکہ (نمائندہ الفضل) ۲۹ اکتوبر بروز اتوار جماعت احمدیہ لاس اینجلس کے زیر اہتمام جلسہ یوم پیشوایان مذاہب بڑے اہتمام سے منعقد کیا گیا۔ آٹھ مذاہب کے چودہ مقررین نے اس جلسہ کی کاروائی میں حصہ لیا اور اپنے مذہبی راہنماؤں اور تعلیمات کا خلاصہ بیان کیا۔ یہودی مذہب، ہندو مذہب، سکھ مذہب، کنفیوشس مذہب، ٹاؤ ازم، بدھ مذہب کے نمائندگان کے علاوہ ۶ مختلف پادریوں نے جو عیسائیت کے مختلف فرقہ جات سے تعلق رکھتے تھے، حضرت عیسیٰؑ کی زندگی اور عیسائیت کے اصولوں اور فلسفہ حیات پر حاضرین سے خطاب کیا۔ اسلام کی نمائندگی میں محترم انور محمود خان صاحب نے اسلام کے بارے میں مغرب میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالے کے عنوان سے خطاب کیا جس میں مسئلہ جہاد، اسلام میں عورت کا مقام، اسلامی نظریہ عدل اور فلسفہ خیر و شر کے بارہ میں قرآنی آیات کی روشنی میں حقیقت حال کو واضح کیا اور محترم صاحبزادہ راشد لطیف راشدی صاحب نے بانی اسلام حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی سے حاضرین کو متعارف کرایا۔

جلسہ کی کاروائی تلاوت قرآن کریم سے ہوئی جو برادرم سعود احمد صاحب نے قرات کے ساتھ پیش کی۔ قرآن کریم کی آیات میں وہ مقناطیسی کشش ہے کہ تین غیر مسلم مقررین نے اپنی مختصر تقاریر میں اس غیر معمولی اثر کا ذکر کیا۔

تلاوت اور اس کے ترجمہ کے بعد محترم ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب صدر جماعت لاس اینجلس نے تمام حاضرین کو خوش آمدید کہا اور جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ آپ نے یہ واضح کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۱۹۳۹ء میں ان جلسوں کا آغاز فرمایا تھا اور جماعت احمدیہ عالمگیر ساری دنیا میں ہر سال بڑے اہتمام سے پیشوایان مذاہب کا دن مناتی ہے اور ان جلسوں کا انعقاد کرتی آئی ہے۔

محترم انعام الحق کوثر صاحب امام مسجد بیت الحمید نے میر مجلس کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ نے تمام مقررین کا تعارف کروایا اور ساتھ ساتھ ہر مقرر کی تقریر کے بعد اسکے پیغام کا خلاصہ اپنے الفاظ میں پیش فرمایا۔ اس طرح جہاں جہاں موقع کی مناسبت سے ضرورت تھی کہ اسلامی موقف پیش کیا جائے وہاں حاضرین کو اسلامی تعلیم کے اس حسین پہلو سے آگاہ فرمایا مثلاً سکھ مذہب کے بانی حضرت بابا نانک کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیق کا خلاصہ مکرم من موہن سنگھ صاحب کی تقریر کے بعد پیش کیا۔ اسی طرح ٹاؤ ازم کے بیان کے بعد اسلام سے اسکی مماثلت در بارہ توحید کی نشاندھی کی۔

آخر میں دعا کے ساتھ یہ جلسہ بخیرو خوبی اختتام پذیر ہوا۔ بعد ازاں حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

اعلان

برائے

پتہ جات

براہ کرم مندرجہ ذیل احباب اپنے موجودہ پتہ سے اطلاع دے کر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ۔

۱:۔ مکرم تنویر الحق صاحب ابن مکرم منیر الحق صاحب۔ وصیت نمبر 22233

۲:۔ مکرم راشد اعجاز احمد صاحب وصیت نمبر 23556

۳:۔ مکرم چوہدری عطاء الرحمن صاحب ولد چوہدری محمد شریف صاحب وصیت نمبر 22612

سیّد غلام احمد فرخ
نیشنل سیکرٹری وصایا

AHMADIYYA MOVEMENT IN ISLAM USA
15000 Good Hope Rd.
Silver Spring, MD 20905
Tel: 301-879-0110 Fax: 301-879-0115

درخواست دعا

مکرم منصور احمد صاحب آف میامی ابن مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب امسال ماہ اکتوبر کے آخر پر ایک حادثہ کا شکار ہو گئے تھے۔ ہسپتال میں داخل ہیں۔ کافی دیر بے ہوش رہنے کے بعد اب خدا کے فضل سے ہوش میں ہیں لیکن ابھی کمزوری بہت ہے۔ احباب سے انکی کامل اور مکمل صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

جب تک انسان موت کا احساس نہ کرے وہ نیکیوں کی طرف جھک نہیں سکتا
(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہوں جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ (مسیح ہندوستان میں)